بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ ۹۵۷

انسانِ کامل اقبالؒ کی نگاہ میں

از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب

اقبالؒ کی نگاہِ متجسس کو اس عالمِ رنگ و بو میں جو اپنے اندر گوناگوں دلفریبیاں اور دلچسپیاں رکھتا ہے، صرف درندوں کا بھٹ اور چوپایوں کا جنگل نظر آیا اور اس کی متجسسانہ نگاہیں اس درندوں اور چوپایوں کی دنیا میں کسی "انسان" کی جویا ہیں، اپنی اس تلاش و جستجو کی ابتدا اپنی مشہور کتاب "اسرارِ خودی" میں مولانا جلال الدین رومیؒ کے ان اشعار سے کی ہے۔

دی شیخ با چراغ ہمی گشت گرد شہر
کز دام و دد ملولم و انسانم آرزوست
زیں ہمرہاں سست عناصر دلم گرفت
شیر خداؤ رستم دستانم آرزوست
گفتم آنکہ یافت می نشود جستہ ایم ما — گفت آنکہ یافت می نشود آنم آرزوست

www.abulhasanalinadwi.org

"کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اندھیری رات ہے اور ایک درویش رسن رسیدہ ہاتھ میں مشعل لیے کوچہ و بازار کی خاک چھانتا پھرتا ہے جیسے اس کی نگاہ کسی گمشدہ کی تلاش میں، میں نے کہا حضرت سلامت کس چیز کی تلاش ہے؟ فرمانے لگے ان درندوں اور چوپایوں کی بستی میں رہتے رہتے طبیعت عاجز آگئی ہے، اب اس وسیع کائنات میں کسی "انسان" کی تلاش میں نکلا ہوں، ایک ایسا نوجوان جس کی مردانگی اور شخصیت میری روح کو تسکین اور بالیدگی عطا کر سکے۔ میں نے کہا آپ کس دھوکے میں ہیں؟ یہ تو عنقا کی تلاش ہے، اس کے پیچھے اپنے آپ کو کیوں مشقت میں ڈالتے ہیں؟ میں نے اس راہ میں در در کی خاک چھانی ہے، دشت و صحرا، آبادی و ویرانہ کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں میرے قدم نہ پہنچے ہوں مگر اس کی حقیقت تو کیا پرچھائیں بھی نظر نہ آئی۔ درویش نے کہا مجھے تو اس شئے کی تلاش و جستجو زیادہ محبوب ہے جس کا وجود نادر اور جس کا حصول آسان نہ ہو۔"

سوال یہ ہے کہ علامہ اقبالؒ نے اس "گمشدہ انسان" کو اس وسیع کائنات میں پالیا یا حیران و سرگرداں بھٹکتے پھرے؟ اقبالؒ کے کلام کا مطالعہ اس حقیقت کی طرف اچھی نشاندہی کرتا ہے، بیک نظر

www.abulhasanalinadwi.org

اور بلا خوفِ تردید ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہاں اقبالؒ نے اس کھوئے ہوئے انسان کو پا لیا اور نہ صرف پایا بلکہ اس کو اچھی طرح پہچانا اور زندگی کے طویل ایام اس کے ساتھ گزارے، اقبالؒ کا یہ انکشاف کولمبس کی نئی دنیا کے انکشاف سے زیادہ دقیع اور بڑا انکشاف ہے اور بلاشبہ ایک فتح عظیم ہے اس لیے کہ کھوئے ہوئے انسان کی تلاش و جستجو اور پھر اس میں کامیابی اس عالم کی سب سے بڑی خوش بختی اور سب سے بڑی یافت ہے خصوصاً اس دور میں جب کہ "انسان" کھو چکا ہو اور انسانیت افسانہ بن چکی ہو۔

اقبالؒ کا وہ گمشدہ انسان جسے وہ "انسانِ کامل" سے تعبیر کرتا ہے کہاں ہے؟ اور کون ہے؟ مجھے یہ ڈر ہے کہ ہم سے اکثر اس سوال کا جواب سن کر چونک پڑیں گے جب کہ ان کے سامنے یہ حقیقت آئے گی کہ اقبالؒ کا "انسانِ کامل" ایک "سچا مسلم" ہے اور ان کا یہ چونکنا بڑی حد تک بجا ہے، کیونکہ وہ لوگ جن کی نگاہوں کے سامنے لفظ مسلم کے بعد ایک خشک جامد اور بجھی بجھی زندگی گزارنے والے انسان کی تصویر پھر جاتی ہے، وہ کبھی بھی اقبالؒ کے انسانِ کامل کا تصور کسی "مسلم" سے نہیں کر سکتے لیکن اقبال کا مردِ مومن دراصل قرآنی نظریہ کا انسانِ کامل ہی ہے۔

اقبالؒ کے اس مردِ مومن اور "مسلم مثالی" کو اس کے ایمان

www.abulhasanalinadwi.org

کی قوت اور یقین کی ناقابل تسخیر طاقت دنیا کے ان سارے انسانوں سے جو شک و ریب میں مبتلا ہیں، ممتاز کر دیتی ہے اور اسی طرح وہ بزدل انسانوں کے مقابلہ میں اپنی شجاعت و مردانگی اور روحانی قوت سے ممتاز ہے، ایک مسلم کی توحیدِ خالص اسے بندۂ انسان اور بندۂ مال و زر سے علیحدہ کر دیتی ہے۔ اس کی آفاقیت و انسانیت وطن پرستی اور رنگ و نسل کے امتیاز کی جڑ کاٹ دیتی ہے وہ مسلم مثالی زندگی کا ایک پیام رکھتا ہے جس کے ماتحت وہ زندگی گزارتا ہے، زندگی کی قدریں خواہ بدل جائیں اور انسانی زندگی میں کتنا بڑا ہی انقلاب کیوں نہ آ جائے لیکن اس کے اندر نہ کوئی تبدیلی ہوتی ہے اور نہ وہ خود اپنے آپ کو بدلتا ہے۔ اس مسلم کی مثال قرآن نے اپنے سادہ اور بلیغ لفظوں میں اس طرح بیان کی ہے

"کَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ"

(اس کی مثال ایسے پاک درخت کی ہے، جس کی جڑیں جمی ہوں اور شاخیں آسمان کو چھو رہی ہوں)

اقبالؒ کہتا ہے:

نقطۂ پرکارِ حق مردِ خدا کا یقین
اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز

انسانِ کامل کے اس تصور سے ہمارے ذہنوں میں "مسلم" کی دو تقسیمیں آتی ہیں، ایک اس کا وجودِ انسانی ہے، دوسرا

www.abulhasanalinadwi.org

اس کا وجودِ ایمانی! اپنے وجودِ انسانی میں اس میں اور دوسرے انسانوں میں اشتراک ہے، عام انسانوں کی طرح پیدا ہوتا ہے اور ویسے ہی پروان چڑھتا اور بڑا ہوتا ہے، ہر انسان کی طرح اسے بھوک بھی لگتی ہے اور پیاس بھی! اسے گرمی کا بھی احساس ہوتا ہے اور سردی کا بھی، بیمار بھی پڑتا ہے اور صحت مند بھی ہوتا ہے، فقر و غنا میں بھی وہ عام انسانوں کے مثل ہے، زراعت و تجارت اور دوسرے انسانی شعبوں سے بھی اسے دلچسپی ہے، اولاد سے محبت کرتا ہے اور اپنے پہلو میں بھی دل رکھتا ہے، غرض کہ وہ اپنے وجودِ انسانی میں قانونِ طبعی کا ویسا ہی تابع ہے، جیسے اس کے مثل اور دوسرے انسان! انقلابِ زمانہ اور حوادثِ روزگار اس کے ساتھ کوئی رعایت نہیں برت سکتے، محض اس لیے کہ اس کا کوئی خاص نام ہے، اور اس کا تعلق کسی خاص نسل سے ہے یا وہ کوئی خاص قسم کا لباس پہنتا ہے بلکہ اس کا وجود اس وسیع کائنات میں صرف ایک ذرہ کی حیثیت رکھتا ہے، اور عالم کے اس بحرِ زخار میں اس کی مثال ایک موج کی ہے۔ اگر ایک مسلم بھی عام انسانوں کی طرح زندگی گزارنے پر اکتفا کرے تو پھر اس کی اس کائنات میں کوئی قدر و قیمت باقی نہیں رہتی اور اس کی موت پر نہ زمین روئے گی اور نہ آسمان ماتم کناں ہوگا، اور

www.abulhasanalinadwi.org

اس دنیا کی نیرنگیوں میں کچھ بھی کمی واقع نہ ہوگی۔

لیکن اس کا وجود ایمانی اپنے اندر ایک پیام رکھتا ہے، جو انبیاء کا پیام ہے، زندگی کے بارے میں اس کے کچھ اصول اور اعتقادات ہیں، جن پر وہ ایمان رکھتا ہے اور اس کی زندگی ایک مقصد کے لیے گزرتی ہے، اس حیثیت سے غور کیا جائے تو وہ حیات انسانی کے اسرار سربستہ کا ایک راز ہے۔ عالم کی بقا کے لیے اس کا وجود ایک لازمہ کی حیثیت رکھتا ہے، انسانی زندگی اس کے بغیر ادھوری ہے، لہٰذا وہ مردِ مؤمن اور مسلم مثالی اس بات کا مستحق ہے، کہ اس کائنات میں زندگی گزارے، پھلے، پھولے اور پروان چڑھے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ کائنات کی بقاء کے لیے اس کا وجود اور اس کا پھلنا پھولنا، پروان چڑھنا ضروری ہے، جس طرح اس کائنات کو پانی، ہوا اور روشنی کی ضرورت ہے، اسی طرح سے ایک مردِ مؤمن کی بھی ضرورت ہے، اگر حیاتِ انسانی پانی ہوا، روشنی اور حرارت و برودت کے وجود پر منحصر ہے تو اسی طرح ایک ایسے مقصدِ زندگی، روحِ ایمانی اور اخلاق کا وجود بھی ناگزیر ہے، جس کی روشنی انبیاء علیہم السلام کی دعوت و پیام سے حاصل کی گئی ہو اور جس کا بوجھ ایک مردِ مؤمن کا دوش ناتواں اٹھائے ہوئے ہو اور اس کے قیام و بقا کے لیے اپنی زندگی کی ساری قوتوں اور توانائیوں کو نثار کیا ہو، اس لیے کہ اگر مومن نہ ہو تو یہ پیامِ زندگی

www.abulhasanalinadwi.org

اور مقاصدِ بلند ضائع ہو جائیں گے اور ان کا وجود عالم میں ایک رازِ سربستہ بن کر رہ جائے گا، اس مردِ مومن کا وجود و بقا اس عالم میں وہی حیثیت رکھتا ہے جو حیثیت آفتابِ جہاں تاب کی ہے، اور ان روشن ستاروں کی! نسلیں اور امتیں پیدا ہوں گی اور فنا ہوں گی، آبادیاں ویران ہوں گی اور ویرانے آباد، حکومتیں بنیں گی اور مٹیں گی، ایک تہذیب و تمدن کی جگہ دوسری تہذیب لے گی اور یہ سلسلہ برابر جاری رہے گا، لیکن اس مسلمِ مثالی کا وجود ہمیشہ باقی رہے گا۔

اقبال کا مردِ مومن زندۂ جاوید ہے، اس لیے کہ وہ اپنے پاس ایک زندۂ جاوید پیام رکھتا ہے، اس کے سینے میں ایک زندۂ جاوید امانت ہے، اور اس کی زندگی ایک زندۂ جاوید مقصد کے لیے گزرتی ہے:

مٹ نہیں سکتا کبھی مردِ مسلماں کہ ہے
اس کی اذانوں سے فاش سرِ کلیم و خلیل

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ملتِ اسلامیہ کا ہر فرد ہمیشہ باقی رہے گا اور موت کبھی اسے اپنی آغوش میں نہ لے گی بلکہ اس کی مثال اس بحرِ زخار کی ہے جس کی گود میں موجیں اٹھتی رہتی ہیں اور فنا ہوتی رہتی ہیں، حیاتِ انسانی کے اس سمندر میں بھی موجیں اٹھتی رہیں گی اور فنا ہوتی رہیں گی، لیکن اس کی حقیقت ہمیشہ باقی رہے گی۔

www.abulhasanalinadwi.org

اقبالؒ کی نگاہِ بلند ابھی یہاں پر رکتی نہیں بلکہ اس کی نگاہ کہیں اور پہنچتی ہے، وہ کہتا ہے کہ اس وسیع کائنات کا مقصدِ وجود ہی صرف مردِ مومن ہے۔ عالم کا وجود اس کے لیے ہے اور وہ صرف اللہ کے لیے۔ علماء و محدثین کے نزدیک یہ حدیثِ نبویؐ "لولاک لما خلقتُ الافلاک" کی صحت لفظاً اور روایتاً خواہ کیسی ہی مشکوک ہو لیکن اس کی نگاہ حقیقت میں کچھ اور دیکھتی ہے، وہ قرآن کی روح اور اس کی حقیقت پر نظر رکھتا ہے، اس کے سامنے ایک "مسلمان" اور اس کا بلند "پیغام" ہے، وسیع انسانی تاریخ پر اس کی غائر نظر ہے۔ عالم کی قدروں اور اشیا کی طبیعتوں کا اسے خوب اندازہ ہے، اس لیے یہ حقیقت اس پر اچھی طرح واضح ہے کہ یہ کائنات اور اس کے سارے لوازمات صرف ایک سچے مسلمان کے لیے وجود میں آئے ہیں، وہ اللہ کا اس سرزمین پر نائب اور خلیفہ ہے، اس کائنات کے تمام خزانوں اور ساری چیزوں کا وہ وارث ہے:

عالم ہے فقط مومنِ جانباز کی میراث
مومن نہیں جو صاحبِ لولاک نہیں ہے

اور اس عقیدہ و فکر کو عملاً بروئے کار لانے کے لیے اس پر مسلسل جد و جہد اور کوشش واجب ہے۔

یہی وجہ ہے کہ علامہ اقبالؒ کا یہ عقیدہ و ایمان تھا کہ ایک مسلمان

www.abulhasanalinadwi.org

ہوا کے رُخ پر نہیں چلتا بلکہ وہ اس لیے پیدا کیا گیا ہے کہ بہتے ہوئے دھارے کا رُخ پھیر دے، عالم کو اپنی راہ پر چلائے، تہذیب و تمدن اور معاشرہ اور سماج کا رُخ موڑ دے اور ساری انسانیت اس کے عمل و ارادہ کے تابع ہو جائے، اس لیے کہ وہ اپنے پاس اس دکھی انسانیت کے لیے ایک زندہ پیام رکھتا ہے، جو اس کے تمام دکھوں کا مداوا ہے، اس کے پاس ایمان و یقین کی جیتی جاگتی طاقت ہے، اس عالم کی رہنمائی کا وہی ذمہ دار ہے، دنیا کی امامت و قیادت اسی کو زیب دیتی ہے، اس عالم میں وہ صاحب امر و نہی کی حیثیت رکھتا ہے، اگر زمانہ اسے قبول نہ کرے، سماج اس کا مخالف ہو اور سیدھی راہوں سے ہٹا ہوا ہو تو پھر اس کے لیے یہ کسی طرح صحیح نہیں ہے کہ وہ زمانے کے آگے ہتھیار ڈال دے اور اپنے آپ کو غلط سماج کے سپرد کر دے بلکہ اس پر ضروری ہے کہ زمانے کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرے اور معاشرہ اور سماج سے جنگ کرے یہاں تک کہ کامیابی و کامرانی اس کے قدموں پر آ گئے، اقبالؒ کے نزدیک "چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی" کا نظریۂ زندگی ایک مردِ مومن کے لیے کسی طرح صحیح نہیں وہ کہتا ہے۔

حدیثِ کم نظراں ہے "تو با زمانہ بساز"
زمانہ با تو سازد تو با زمانہ ستیز

اقبالؒ کا خیال ہے، ایک مومن زندگی کی غلط قدروں کے ساتھ

www.abulhasanalinadwi.org

مصالحت نہیں کرتا بلکہ وہ زندگی کی فاسد قدروں کے ساتھ نبرد آزمائی کرتا ہے، اس کا کام حیاتِ انسانی کی بگڑی ہوئی قدروں کی اصلاح ہے، اور اس سلسلے میں اسے تخریب سے بھی کام لینا پڑے تو صحیح ہے اور یہ بربنائے تعمیر و اصلاح ہوگا، چنانچہ کہتا ہے:

ہو صداقت کے لیے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکرِ خاکی میں جاں پیدا کرے
پھونک ڈالے یہ زمین و آسمانِ مستعار
اور خاکستر سے آپ اپنا جہاں پیدا کرے

اقبالؒ کے نزدیک حالات و مصائب اور حوادث کے سامنے سر جھکا دینا اور قضا و قدر کا عذر پیش کرنا ایک مردِ مومن کا کام نہیں، اس قسم کا عذر تو وہ لوگ پیش کرتے ہیں، جو ضعیف الایمان اور کمزور عزم و ارادہ کے ہیں۔ مردِ مومن خود تقدیرِ الٰہی ہے۔

کافر ہے تو ہے تابعِ تقدیرِ مسلمان
مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیرِ الٰہی
خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

علامہ اقبالؒ نے جب تاریخِ عالم پر ایک نگاہ ڈالی تو انھیں نظر آیا کہ صالح انقلاب ہمیشہ "مردِ مومن" کا مرہونِ منت رہا ہے اور وہی اس کا سرچشمہ ہے، اس کی مثال اس عالم کے مطلع

www.abulhasanalinadwi.org

پر ایک صبح سعادت کی سی ہے، وہ انقلاب کا قائد اور زندگی کا پیغامبر ہے، زندگی کی تاریک راتوں کے لیے گویا وہ صبح صادق کا مؤذن ہے اور اس کی اذان کی آواز عالم کے اس سکوت کو توڑ دیتی ہے جو اپنے اندر رات کی سی خوفناک خاموشی اور موت کا سا بھیانک سکون رکھتا ہے، اور پھر وہ اذان اس تھکی ہاری نیند کی ماری دنیا کو ایک نشاط اور زندگی بخشتی ہے، یہ وہی اذان اور بلند پکار ہے، جو آج سے تیرہ سو برس پہلے فاران کی چوٹیوں سے بلند ہوئی جس نے اس وسیع کائنات کو ایک گہری نیند سے بیدار کیا جو کہ صدیوں سے مدہوش پڑی تھی، اور یہ اذان مردہ انسانیت اور پریشان حال دنیا کے لیے ایک صورِ قیامت ثابت ہوئی، اور آج بھی اس اذان میں انسانیت کو جگانے اور ضمیرِ انسانی کو زندہ کرنے کی وہی قوت و طاقت موجود ہے، ضرورت صرف اس مردِ مومن کی ہے جو اسی روحِ بلالی سے پکار دے:

دنیا کی عشا ہو جس سے اشراق
مومن کی اذاں ندائے آفاق

اور ایک مردِ مومن کی اذان ہی اس "سحر" کو نمودار کرے گی، جس سے ایک "عالمِ نو" انگڑائی لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوگا۔

یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز
نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا

www.abulhasanalinadwi.org

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

علامہ اقبالؒ اس بات پر بھی یقین رکھتے تھے کہ ایک مردِ مومن کی طاقت و قوت، خرقِ عادت کی حیثیت رکھتی ہے، اس کی طاقت کے سامنے عقلِ انسانی حیران ہے بلکہ وہ انسان کے لیے ایک معجزہ سے کم نہیں، وہ اپنے پیغام اور اپنے ایمان و یقین سے اپنے اندر ایک نئی قوت و توانائی حاصل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی مشیت، قدرت اور قوتِ قاہرہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہتی ہے، اس کے بڑھتے ہوئے قدموں کو نہ تو پہاڑ روک سکتا ہے اور نہ سمندر اس کی راہ میں حائل ہو سکتا ہے، اقبالؒ ایسے ہی مردِ مومن کے متعلق کہتا ہے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کارکشا کارساز
خاکی و نوری نہاد بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دلِ بے نیاز

اسلامی قائد، فاتح اندلس طارق ابن زیاد اندلس کے میدانِ جنگ میں پروردگارِ حقیقی کے حضور میں اسلامی فوج کے لیے دعا گو ہیں، یہ مجاہدینِ اسلام اقبالؒ کے مردِ مومن کی زندہ تصویریں ہیں:۔

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے
جنھیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی

www.abulhasanalinadwi.org

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی
شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی
کیا تو نے صحرا نشینوں کو یکتا!!
خبر میں، نظر میں، اذانِ سحر میں
طلب جس کی صدیوں سے تھی زندگی کو
وہ سوز اس نے پایا انھیں کے جگر میں

اور صرف یہیں تک نہیں بلکہ اقبالؒ کی نگاہِ دور رس مردِ مومن کی پوشیدہ طاقتوں کا ذرا اور گہرائی سے اندازہ کرتی ہے، پھر کہتا ہے:——

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اقبالؒ کے اس قول پر تاریخ عالم کے صفحات شاہد ہیں اور بلاشبہ مومنین صادقین کی مٹھی بھر جماعت نے دشت و دریا، کوہ و صحرا کو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں اور قدموں سے روند ڈالا اور اور آگے ہی بڑھتے چلے گئے، اسلامی شہسواروں کے واقعات

www.abulhasanalinadwi.org

آج بھی تاریخ کے صفحوں پر ابھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ سعدؓ بن ابی وقاص، خالدؓ بن ولید، مثنیٰؓ ابن حارثہ، عقبہؓ ابن عامر، محمدؒ ابن قاسم، موسیٰ ابن نصیر اور طارق ابن زیاد کے زندۂ جاوید کارنامے تاریخ عالم کے مطلع پر ہمیشہ روشن رہیں گے اور یہ اقبالؒ کے قول کی سچی اور عملی تصویریں ہیں۔

اقبالؒ کے نزدیک عالم میں ایک "مسلم" کی حیثیت ایک عالمی حقیقت کی ہے۔ رنگ و نسل اور وطن و ملک کی جغرافیائی حدود میں اسے پابند نہیں کیا جا سکتا، وہ مکان و زبان کی حدود سے متجاوز ہے۔

(بشکریہ "ندائے دین" کراچی)

(مارچ ۱۹۸۷ء)

رسومات اسراف اور لغویات کا باعث ہیں خلاف سنت اعمال دنیا و آخرت کا وبال ہیں حسن انسانیت محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔
"فمن احیا سنتی کے وقت جس کسی نے میری کسی بھی متروک سنت کو زندہ کیا یعنی اس پر عمل کیا اور اسکے احیاء کے لیے کوشش کی اسے سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔" (مفہوم)
سنت پر عمل زندگی کو سہل بنا دیتا ہے یہ دنیا میں اس کا فائدہ ہے آخرت کا اجر عظیم اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ وما توفیقی الا باللہ

www.abulhasanalinadwi.org

اسلام سے اس لئے ڈرتے ہیں

اسلام یعنی قرآن کی حکومت اگر کسی خطۂ زمین پر قائم ہوجائے تو آبکاری کا محکمہ شریف تو اسی دن تحفیف میں آجائے، بڑے بڑے ہوٹلوں سے پینے پلانے کی دکان بڑھ جائے۔ شرابیوں، افیونیوں، چانڈو بازوں کے ہوش ٹھکانے آجائیں تاڑی خانوں، سیندھی گھروں میں جھاڑو پھر جائے، قمار خانوں میں قفل پڑجائیں ناچ گھر اُجڑ جائیں، فحش و بے حیائی کے اُونچے بالاخانوں پر خاک اُڑنے لگے، ایکٹروں اور ایکٹریسوں کا بازار سرد ہوجائے، "ہالی وڈ" میں نوبت فاقہ کشی کی آجائے، سینما اور تھیٹروں کے پردوں پر ہمیشہ کے لیے پردہ پڑجائے، عدالتوں کی رونق اور وکالت کی جان دروغ حلفی جاتی رہے، سودی بنکوں اور مہاجنی کوٹھیوں میں کُتے لوٹنے لگیں، لاٹریاں پڑنا، دیوالے نکلنا، جائدادوں کا نیلام قصۂ کہانی بن جائے، مجرموں کی، مجنونوں کی خودکشی کرنے والوں کی تعداد گھٹتے گھٹتے صفر تک آجائے، چوروں، رہزنوں، قاتلوں پر دنیا تنگ ہوجائے، ڈپلومیسی کے لقب سے عزت پانے والی مکاریاں، اور آرٹ اور فائن آرٹ کے پردہ میں چمکنے والی بے حیائیاں، سب اس جہاں کو داغِ مفارقت دے جائیں۔

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

"نشریات ماجد"

www.abulhasanalinadwi.org

حقیقتِ ایمان کا مزا

حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

تمہیں ایمان کا لطف و مزہ اس وقت تک نہیں حاصل ہو سکتا جب تک تم یہ نہ یقین رکھو کہ اچھا یا برا جو کچھ تمہارے ساتھ پیش آ رہا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ انتقال کے وقت اپنے صاحب زادہ سے فرمایا:

پیارے بیٹے تمہیں حقیقتِ ایمان کا مزہ اس وقت تک قطعاً نہیں حاصل ہو سکتا، جب تک تم یہ نہ یقین رکھو کہ جس آزمائش و پریشانی سے تم دوچار ہوئے، وہ تم سے ٹل نہیں سکتی تھی اور جس سے تم محفوظ رہے وہ تمہیں کبھی نہیں پہنچ سکتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تھے:

اے اللہ میں تجھ سے ایسے ایمان کا سوال کرتا ہوں جو میرے دل میں رچ بس جائے، یہاں تک کہ مجھے یہ یقین ہو جائے کہ مجھے وہی مصیبت پہنچ سکتی ہے جس کو تو نے میرے لئے مقدّر فرما دیا ہے اور تو نے میرے لئے جو روزی و سامانِ معیشت مقدّر فرما دیا ہے اس پر راضی و قانع رکھ۔

رسالۃ المسترشد

حارث محاسبی بغدادی (تحقیق و تخریج شیخ عبدالفتاح ابو غدہ)

صدیقی ٹرسٹ
صدیقی ہاؤس امنظر اپارٹمنٹس
۵۸ گارڈن ایسٹ نزد سبیل چوک کراچی

القادر پرنٹنگ پریس فون: 7723748

www.abulhasanalinadwi.org